روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶-۴۱ | اتوار ۲۳ جمادی الاوّل ۱۴۱۲ھ، یکم فتح ۱۳۷۰ ہش، یکم دسمبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۷۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حکمت کی کمی غربت ہے

"جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے حکمت دی جائے اُسے گویا خیرِ کثیر عطا ہو گئی۔ یعنی اُسے زرِ کثیر عطا کیا گیا۔ کثرت سے مال دے دیا گیا تو حکمت کو خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں زرِ کثیر کے طور پر پیش کیا۔ گویا حکمت کی کمی غربت ہے۔ اگر حکمت کثرتِ مال پر دلالت کرتی ہے تو حکمت کی کمی غربت پر دلالت کرتی ہے۔" (ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یاد رکھو دنیا انسان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ یہ اس کی اپنی کمزوری ہے کہ اپنے جیسی مخلوق کو نافع یا ضار سمجھتا ہے نفع اور ضرر اللہ ہی کی طرف سے ملتا ہے۔ ہماری مراد اس سے یہ ہے کہ انسان معرفت کی آنکھ سے خدا کو شناخت کر لے۔ جب تک عملی طور پر خداشناسی کو ثابت کر کے نہ دکھائے تو دہریہ ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۹۹)

"نماز بھی گناہوں سے بچنے کا ایک آلہ ہے۔ نماز کی یہ صفت ہے کہ انسان کو گناہ اور بدکاری سے ہٹا دیتی ہے۔ سو تم ویسی نماز کی تلاش کرو اور اپنی نماز کو ایسی بنانے کی کوشش کرو۔ نماز نعمتوں کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیض اسی نماز کے ذریعہ سے آتے ہیں سو اس کو سنوار کر ادا کرو۔ تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کے وارث بنو۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۰۳)

محبتِ الٰہی کی جنت حاصل کرنے کی کوشش کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"دراصل جنت اور جہنم اسی دنیا میں بنتے ہیں۔ جن کی روحیں خدا کی طرف مائل ہو جاتی ہیں اور خدا سے تعلق پیدا کر لیتی ہیں اور اس دنیا میں ہی خدا کی طرف بار بار جھکنے سے ان کو لذت محسوس ہوتی ہے۔ مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی ان کی جنت بنے گی کیونکہ مرنے کے بعد خدا اور بندے کی روح کے درمیان سے پردے اٹھائے جائیں گے اور جو چیز یہاں حسین دکھائی دے رہی تھی جب وہ پردے کم ہوں گے تو اور زیادہ حسین دکھائی دے گی اور یہی حقیقی جنت ہے جو (ایمان والے) کی جنت ہے چنانچہ قرآن کریم ان لوگوں کو جو اس دنیا میں خدا سے راضی ہو گئے ہوں اور خدا ان سے راضی ہو گیا ہو، ان کو یہی خوشخبری دیتا ہے ...... (سورۃ الفجر آیات ۲۸ تا ۳۱) کہ اے نفسِ مطمئنہ! جو خدا سے راضی رہا اور جس سے خدا راضی ہو گیا۔ آج میرے عباد کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ میری جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پس حقیقی جنت وہی ہے جس کی بناء اس دنیا میں ڈالی جاتی ہے اور وہ محبتِ الٰہی کی جنت ہے۔ قیامت کے بعد کی زندگی میں جو روحانی زندگی ہو گی کیونکہ بندے کی روح اور خدا کی روح کے درمیان فاصلے نسبت کے لحاظ سے کم دکھائی دیں گے اور خدا کا حسن زیادہ شان کے ساتھ جلوہ گر ہو گا۔ اس لئے خدا کے قرب کا جلوہ ہی ان روحوں کے لئے جنت بن جائے گا۔ وہ کس طرح متمثل ہوتی ہے۔ کن شکلوں میں ڈھلتی ہے اس کے کچھ نظارے قرآن کریم نے پیش فرمائے ہیں لیکن وہ تمثیلات ہیں ایسی تمثیلات ہیں جن کو ہمیں سمجھانے کی خاطر پیش کیا گیا ہے۔ ورنہ نہ تو وہ اس قسم کے باغات ہیں جیسے ہم باغات دیکھتے ہیں، نہ ہی واقعۃً اس دودھ کی نہریں ہیں جیسے ہم دودھ جانتے ہیں، نہ ہی ویسا شہد وہاں۔ بہتا ہوا دکھائی دے گا جیسا شہد ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمیں یہ نہ بتایا جاتا۔ جنت ایک ایسی چیز ہے جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا۔ پس یہ ساری باتیں جو ہم قرآن کریم میں پڑھتے ہیں یا جن کا ذکر سنتے ہیں ان کو ہماری آنکھ نے اس دنیا میں دیکھا بھی ہوا ہے اور ہمارے کانوں نے ان کا ذکر سنا بھی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ ستمبر ۱۹۹۰ء)

سانحۂ ارتحال

نہایت افسوس کے ساتھ احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم رشید احمد صاحب در رشید بوٹ ہاؤس گولبازار (ربوہ) ۲۸ نومبر کو صبح سات بجے ۶۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت مولانا غلام احمد صاحب بدوملہوی کے چھوٹے بیٹے تھے۔ اسی روز نماز عشاء کے بعد بیت المبارک میں مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا بھی کروائی۔ موصوف کے پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہے۔ بڑا بیٹا عزیز نصیر احمد صاحب نصرت جہاں سکیم کے تحت نائیجیریا میں خدمات بجا لا رہے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق سے نوازے۔

درخواست دعا

مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب سابق مربی امریکہ کی اہلیہ محترمہ امۃ الحئی صاحبہ کو ۲۴ نومبر سے دل کی تکلیف ہو گئی ہے آجکل زنانہ وارڈ (فضل عمر ہسپتال) کے انتہائی نگہداشت کے کمرہ میں زیرِ علاج ہیں۔ دوستوں کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم ارشاد احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ پشاور کی والدہ کی کولہے کی ہڈی گر جانے کی وجہ سے ٹوٹ گئی ہے جس سے بہت تکلیف ہے۔ احباب ان کی صحتِ کاملہ کیلئے دعا کریں۔

اسیرانِ راہ مولا کی صحت و سلامتی اور جلد رہائی کے لئے دعائیں جاری رکھیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

یکم فتح ۱۳۷۰ ہش — یکم دسمبر ۱۹۹۱ء

دُعا کی لگن

اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ جاننے — اور ماننے — کے باوجود کہ ہمارے کام تو خدا تعالیٰ ہی نے کرنے ہیں اور کسی کام کا نتیجہ اس وقت تک اچھا نکلنے کی امید نہیں ہوسکتی جب تک خدا کی مدد شاملِ حال نہ ہو انسان کو جب بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے وہ سب سے پہلے تدبیر کی سوچتا ہے۔ مَیں یہ کرلوں۔ مَیں وہ کرلوں۔ بعض اوقات وہ تدبیر کے پیچھے اتنا بھاگتا ہے کہ اسے کچھ اور یاد ہی نہیں آتا۔ اور جب تدبیر کامیاب نہیں ہوتی تو خیال آتا ہے کہ اوہو خدا کی طرف تو دھیان ہی نہیں گیا۔ بعض اوقات تدبیر کامیاب بھی ہوجاتی ہے۔ لیکن اس کامیابی میں وہ برکت نہیں ہوتی جو خدا تعالیٰ کا نام لینے اور اس کی مدد مانگنے سے ہوتی ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنے لئے تو ہم تدبیر اور دُعا دونوں کو ضروری سمجھتے ہیں۔ لیکن جب کسی کام کا تعلق دوسروں سے ہوتا ہے تو اسے تو بے شک دُعا کی تلقین کردیتے ہیں لیکن خود صرف تدبیر بتاتے ہیں یا اس کے لئے تدبیر کرتے ہیں اور اسے نافہمی میں اپنی دُعاؤں سے محروم رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ جسے کچھ بنایا ہوا سے دُعا سے بھی مدد دی جائے۔

اس بات کی ضرورت خاص طور پر جماعتی کاموں میں پیش آتی ہے۔ جماعت ایک نظام ہے۔ کچھ لوگ کام بتاتے ہیں کچھ اسے سرانجام دیتے ہیں۔ کچھ لوگ دوسروں کی تربیت کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ دوسروں کی تربیت کے محتاج ہوتے ہیں۔ ان تمام صورتوں میں حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ دعا کے بغیر تدبیریں بے ثمر رہتی ہیں۔

"ہر شخص کی رُوحانی صحت کو برقرار رکھنے اور اس کی صلاحیتوں کو ترقی دینے کے لئے جتنی بھی آپ تدبیریں کریں اگر دُعا کا سہارا ساتھ نہ ہو تو وہ تدبیریں بے ثمر رہیں گی اس لئے ہر عہدیدار اور مربّی کو دُعا گو بننا پڑے گا اور رفتہ رفتہ تمام خدام میں دُعا کی لگن پیدا کرنی ہوگی۔"

اگر ہم سب یہ سمجھ لیں کہ تدبیر کے ساتھ دعا کی بھی ضرورت ہے تو نہ صرف اپنے لئے بلکہ دوسروں کیلئے بھی دعا کرتے رہیں گے۔

میرے دل کا دھیان ہے کس سمت
میری آنکھیں لگی ہوئی ہیں کدھر
تو ہی سمجھائے تو مَیں سمجھوں گا
ٹھیک ہے یا غلط میرا ڈگر

ابوالاقبال

مشکلوں کا مُسکرا کر سامنا کرتا ہوں مَیں
اپنے تن آسان لمحوں سے بہت ڈرتا ہوں مَیں

پاؤں کے تلوے بہل جاتے ہیں دشتِ خار میں
ان کی نگہِ ناز کے زخموں کا دَم بھرتا ہوں میں

مکتبِ عشق و محبت بن گئی ہے گیر و دار
مَیں صلیبوں پر ہوں زندہ اور وہیں مرتا ہوں میں

آنسوؤں سے مَیں سجا لیتا ہوں بزمِ انبساط
مسکرانے مسکراتے ہچکیاں بھرتا ہوں مَیں

تیرا سنگِ در سمجھ کر دل جھکا دیتا ہے سر
اپنا پاؤں جب کسی دہلیز پر دھرتا ہوں میں

ناشناسائے سخن ہیں میرے استادانِ فن
بے ہنر افراد سے کسبِ ہنر کرتا ہوں مَیں

کوئی کیا سمجھے کہ فرقت زندگی ہے یا کہ موت
انتظارِ دوست میں جیتا ہوں اور مرتا ہوں مَیں

ڈوبتا رہتا ہوں اکثر ریت کے صحراؤں میں
پانیوں کی موجِ طوفاں خیز پر ترتا ہوں مَیں

کون دے گا سنگ ریزوں سے بھرے دامن کا مول
یہ یونہی لُٹ جائے گا اس بات سے ڈرتا ہوں مَیں

ہے نسیمؔ ان کی جدائی اعتبارِ زندگی
اِک ملاقاتِ حبیب پر جان سے مرتا ہوں مَیں

نسیم سیفی

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:
"ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں، بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیلِ اخلاق کیلئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امرِ واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں۔ اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پا دے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیلِ اخلاق میں صرف کرو، کیونکہ یہی حقیقی قوت ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری ظہور احمد ۔ آج سے ساٹھ سال پہلے کی باتیں

کشمیر کی کہانی

نمائندہ سیاسی جماعت

ابتدائی انسانی حقوق کے لئے جدو جہد کی کسوٹی پر پورا اترنا دریائے خون کو تیر کر پار اترنے کے مترادف تھا۔ مسلمانان کشمیر کو اس کی پاداش میں جبر و تشدد اور ظلم و ستم کے ہر امتحان میں سے گذرنا پڑا۔ ان پر مشقِ بیدردی و سفاکی کی انتہا کر دی گئی۔

ان پر جھوٹے مقدمات بنے۔

کوڑے برسے

ان سے جیلیں بھری گئیں۔

القصہ جو ظلم بھی ڈوگرہ حکومت سوچ سکتی تھی اسے ان مظلوموں پر توڑ کر رہی ان کے مظالم کا نتیجہ ریاست کے طول و عرض میں انفرادی بیداری کی صورت میں پیدا ہوا۔ کچھ چھوٹی چھوٹی جماعتیں اپنے حلقہ میں مفید کام کرنے لگیں مثلاً ریڈنگ روم پارٹی۔ انجمن ہائے اسلامیہ کشمیر کوٹلی میرپور جموں اور پونچھ ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن جموں میرپور وغیرہ۔ یہ سب حصول آزادی کی خواہاں تھیں۔ لیکن اب کشمیر کے بعض نمائندوں میں اختلاف رونما ہو جانے کی وجہ سے یہ خطرہ پیدا ہو چلا تھا کہ اگر ریاست میں جلد کوئی ایک منظم اور مضبوط سیاسی جماعت قائم نہ کی گئی (جو حقیقی معنوں میں ساری ریاست کی نمائندہ جماعت ہو) تو کسی وقت بھی ریاست کے عمال نمائندوں میں پھوٹ ڈلوا کر انہیں کچلنے میں کامیاب ہو سکیں گے اور عوام کا ایثار، قربانیاں اور شہیدوں کا خون رائیگاں چلا جائے گا۔

مسلم پولیٹیکل کانفرنس کی تشکیل

چنانچہ جولائی ۳۲ء کے پہلے ہفتہ میں جب شیخ محمد عبداللہ لاہور تشریف لائے تو کشمیر کمیٹی کے صدر محترم سے اس موضوع پر بھی سیر حاصل گفتگو کی۔ پوری سکیم مرتب کی گئی۔ اور فیصلہ ہوا کہ دو ماہ کے اندر اندر جملہ انتظامات مکمل کرنے کے بعد سری نگر کے مقام پر ایک آل جموں کشمیر مسلم پولیٹیکل کانفرنس منعقد کی جائے۔ جس میں ریاست کے ہر حصے اور ہر طبقے کے نمائندوں کو شامل کیا جائے اور پھر اسی کانفرنس کو مستقل جماعت کی شکل دے دی جائے

شیخ محمد عبداللہ نے واپس سری نگر پہنچتے ہی اپنے ہم خیال لوگوں سے تبادلہ خیالات کیا۔ بیشتر نوجوانوں اور بزرگوں نے انہیں اس مہم میں ہر طرح تعاون کا یقین دلایا۔ آج ان لوگوں کے خیالات چاہے کچھ ہوں۔ کم از کم اس وقت تو سب یکجان ہو کر کام کرنے لگے مولوی عبداللہ وکیل مولوی عبدالرحیم ایم۔ اے، مفتی جلال الدین ایم اے، بخشی غلام محمد، خواجہ غلام نبی گلکار، مسٹر محمد یوسف (علیگ) غلام قادر ڈکٹیٹر، مفتی ضیاء الدین ضیاء، محمد یحییٰ میر غلام محی الدین، میر مقبول بیہقی اور پروفیسر مولوی محمد سعید، یہ سب مل کر کام کر رہے تھے اس کے بعد بیرونی علاقوں کی طرف توجہ کی گئی۔ شوپیاں کے علاقے میں خواجہ عبدالرحمن ڈار، اور ان کے بھائی مولوی عبدالعزیز ڈار اور مولوی بشیر احمد اسلام آباد میں مرزا افضل بیگ، مظفر آباد میں سید پیر حسام الدین اور میاں احمد یار، گلگت میں خواجہ عبدالغنی، پونچھ میں منشی دانشمند وکیل، اور خواجہ غلام احمد بٹ سبھی کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے کوشاں تھے۔

ایک عظیم الشان جلسہ

اس مسئلہ میں اگست کے آخر میں سری نگر میں واگذار شدہ "پتھر مسجد" میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں ۶۰ ہزار مسلمان جمع ہوئے۔ پیر سید حسام الدین رئیس مظفر آباد جلسہ کے صدر تھے۔ اس جلسہ میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے دو معزز اراکین یعنی مولانا علم الدین سالک (ایم اے) اور مولانا سید میرک شاہ نے بھی پرجوش تقاریر کر کے اس امر پر زور دیا کہ سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے سب کو متحد ہو جانا چاہیئے اور اس سلسلہ میں فرقہ وارانہ اختلافات کو کلیتہً نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ نیز مولانا یوسف شاہ صاحب میر واعظ کو بھی تحریک کی گئی کہ وہ بھی سب اختلافات کو دور کر کے اس معاملہ میں جمہور مسلمانوں سے تعاون کریں۔

اس جلسہ کے بعد سری نگر میں لگاتار جلسے ہوتے رہے جن سے رائے عامہ بڑی حد تک ہموار ہو گئی۔ ان جلسوں میں اکثر مولوی عبداللہ وکیل مولوی میر عبدالرحیم ایم اے، مفتی ضیاء الدین ضیاء، مولانا سید میرک شاہ تقاریر کرتے رہے۔ سری نگر سے باہر شیخ محمد عبداللہ نے خود بھی دورے شروع کر دیئے تھے جن میں مسلمانوں کو مشترکہ امور میں متحد رہنے کی تلقین کی جاتی۔ قریباً تمام جلسوں میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ذکر بڑے ہی شکر و سپاس کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ اور تشکر کی قرار دادیں بھی منظور کی جاتی تھیں۔ کیونکہ صرف اور صرف یہ ایک جماعت تھی جو ایک عرصہ سے لگاتار کشمیریوں کی امداد کر رہی تھی۔

جموں میں مشورے

مجوزہ کانفرنس سے متعلق نمائندگانِ جموں سے صلاح مشورہ بھی ضروری تھا۔ کیونکہ ان میں سے بعض خصوصاً سردار گوہر رحمان کا خیال تھا کہ صوبہ جموں کی کانفرنس جموں میں علیحدہ قائم کی جائے۔ سردار صاحب کی دعوت پر شیخ محمد عبداللہ خود جموں تشریف لے گئے ان کے جموں پہنچتے ہی نمائندگانِ جموں کا اجلاس بلایا گیا۔ شیخ محمد عبداللہ بھی شریک اجلاس ہوتے۔ سردار گوہر رحمان، چوہدری غلام عباس، ایم تاقب، ایم یعقوب علی، شیخ غلام در۔ سب نے اس اجلاس میں شرکت کی۔ مخالف و موافق آراء سننے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ آل کشمیر مسلم کانفرنس ہی کو کامیاب بنایا جائے اور صوبائی کانفرنس ہی کو کامیاب کر دیا جائے وہاں سے آتے ہی انہوں نے نمائندگانِ کشمیر کا اجلاس کر کے تمام ارکان کو جموں والوں کے نکتہ نگاہ سے آگاہ کیا۔ جموں کے ایک نمائندہ شیخ عبدالحمید ایڈووکیٹ سری نگر میں تھے وہ بھی اس اجلاس میں شریک ہوئے اب کانفرنس کو شاندار طریق پر کامیاب بنانے کی کارروائیاں پوری سرگرمی سے شروع ہو گئیں پہلے ستمبر کے آخر میں کانفرنس کے انعقاد کا خیال تھا لیکن بعد میں (نمائندوں سے مشورہ کے بعد) اس کو اکتوبر تک ملتوی کر دیا گیا۔

اختلافات دور کرنے کی کوشش

کشمیر میں سب سے پہلی پولیٹیکل کانفرنس کو ہر لحاظ سے کامیاب کرنے کیلئے ضروری تھا کہ اس وقت جو لوگ اختلافات کی وجہ سے علیحدہ ہو گئے تھے ان کو بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے۔ میر واعظ محمد یوسف شاہ اور شیخ محمد عبداللہ میں اختلافات کی خلیج وسیع ہوتی جا رہی تھی۔ پبلک نے ہر دو کو اختلافات مٹانے کی تلقین کی لیکن میر واعظ صاحب نے اپنی شرکت کے لئے یہ شرط عائد کر دی کہ (تحریک کی روح رواں) احمدی حضرات کو تحریک سے باہر رکھا جائے۔ میر واعظ صاحب نے بڑا مشکل سوال اٹھایا تھا جو کسی وقت بھی اس ساری تحریک کو ڈبو سکتا تھا۔ لیکن شیخ محمد عبداللہ کے حامیوں نے اپنی سیاسی فراست سے اس کا ایک ایسا حل پیش کیا جو میر واعظ صاحب کے لئے بھی مصیبت کا باعث بن گیا۔ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء کو "پتھر مسجد" میں ایک جلسہ کا اعلان کیا گیا۔ اس اعلان میں کہا گیا کہ میر واعظ صاحب نے صلح کیلئے جو شرائط پیش کی ہیں ان کا اس جلسہ میں اعلان کیا جائیگا۔ نصف لاکھ سے زائد لوگ جمع ہو گئے وہاں مولوی یوسف شاہ صاحب کی شرائط پیش کر کے ان کو بتایا گیا کہ ہم کو اس وقت جو کچھ حاصل ہوا ہے اتحاد اور اتفاق کے نتیجے میں حاصل ہوا ہے۔ اگر آج احمدیوں کو علیحدہ کرنے کا مطالبہ ہو سکتا ہے تو کل شیعوں کو علیحدہ کرنے کا سوال کیوں نہ اٹھایا جائے گا؟

چین کا وائس آف امریکہ پر الزام

چین نے وائس آف امریکہ پر الزام لگایا ہے کہ وہ چین کے خلاف نفسیاتی پراپیگنڈا کر رہا ہے۔ وائس آف امریکہ کے کارسپانڈنٹ سٹیفنس مان STEPHANICE MAAN کہتے ہیں کہ یہ الزام ایک سرکاری روزنامے میں گذشتہ روز شائع کیا گیا تھا اور یہ ایسے وقت میں شائع کیا گیا جبکہ امریکہ کے سیکرٹری آف سٹیٹ بیجنگ میں مقیم تھے۔ اخبار نے کہا ہے کہ ایک کتاب جو حال ہی میں شائع کی گئی ہے۔ میں وائس آف امریکہ پر الزام لگا ہے کہ وہ چین کے خلاف نفسیاتی جنگ لڑ رہا ہے اور پراپیگنڈہ کر رہا ہے بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وائس آف امریکہ بار بار چینی معاملات میں دخل اندازی کرتا ہے حتیٰ کہ ۱۹۸۹ء میں ہونے والے واقعات میں بھی اس کا ہاتھ تھا۔

وائس آف امریکہ نے ان الزامات کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ادارہ اطلاعات بہم پہنچانے میں ہمیشہ غیر جانبدار رہا ہے۔ اور امریکہ میں اس کو سننے والے لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں جو خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ ادارہ غیر جانبدار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے چین نے ۱۹۸۹ء کی تحریک جمہوریت کو کچلا ہے وہ وائس آف امریکہ پر یہ الزام لگاتا چلا آ رہا ہے کہ اس سارے واقعہ میں اس کا ہاتھ تھا اور لوگوں کو اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ وہ وائس آف امریکہ نہ سنا کریں۔ جیمز بیکر نے بھی گذشتہ دنوں وائس آف امریکہ کا تذکرہ کیا غالباً مقصد یہ تھا کہ وائس آف امریکہ پر لگائے جانے والے الزامات کے خلاف چین سے احتجاج کیا جائے۔ اور اسے کہا جائے کہ وہ وائس آف امریکہ کی نشریات کو روکنے کی جو کوشش کرتا ہے وہ اسے بند کر دینی چاہئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روس کے سوویٹ یونین بننے کی داستان

تاریخ عالم سے دلچسپی و آگہی رکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ سُپر طاقت "سوویٹ یونین" جسے روس کہا جاتا ہے ہمیشہ سے اتنا بڑا ملک نہیں تھا اور نہ اتنا بڑا ہی تھا جتنا کہ اب پندرہ میں سے تین ریاستوں کے آزاد ہو جانے کے بعد باقی بارہ ریاستوں کے وفاق کے بعد ہوگا۔

دراصل روسی لوگوں کی نسل پرستی نے اپنی توسیع پسندانہ فطرت کے تحت زار کے زمانہ ہی میں اٹھارہویں صدی کے اس پاس چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو فتح کر کے اپنی سرحدوں کو وسیع کر لیا تھا۔ اس کے بعد جب کمیونسٹ نظام آیا اور زار کی حکومت ختم ہو گئی تو طاقت اور فریب کاری سے کمیونسٹوں نے ترکوں سے اُن کی کئی باجگزار ریاستیں چھین لیں دوسری عالمگیر جنگ کے دوران میں کمیونسٹوں نے اپنی سرحدوں کو اور بھی وسیع کرتے ہوئے یوروپ اور ایشیاء کے مختلف علاقوں پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پندرہ جمہوریاؤں پر مشتمل "سوویٹ یونین" عالمی افق پر ایک سُپر طاقت کی حیثیت سے اُبھر آئی۔ اُن پندرہ جمہوریاؤں پر مشتمل جن کی مادری زبانیں۔ مذہب اور سماجی و معاشرتی روایات تک ایک دوسرے سے سرتاسر مختلف ہیں۔ واضح رہے گورباچوف کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی نامراد کوشش کے بعد جو کھلبلی اس یونین میں مچی اس کے نتیجہ میں اب نئے "ڈھیلے ڈھالے" وفاق میں صرف بارہ جمہوریائیں شامل ہیں۔ بہرحال قارئین کی معلومات میں اضافہ کے لئے یہاں سوویٹ یونین میں شامل پندرہ جمہوریاؤں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

آرمینیا

آرمینیائی باشندوں کا ابتدائی تذکرہ ساتویں صدی قبل از مسیح میں ملتا ہے۔ اس وقت سے انہوں نے اپنی ایک علیحدہ شناخت قائم کر رکھی ہے۔ یہ بہت ہی تھوڑے عرصہ کے لئے آزاد رہ سکے۔ ان پر ہمیشہ رومنوں، یونانیوں، ایرانیوں، عربوں یا ترکوں کا تسلط رہا۔ ۱۹ ویں صدی میں جب وہ ترکوں سے برسرپیکار تھے آرمینیائی باشندوں نے رُوس کا ساتھ دیا۔ ۱۹۲۰ء میں ترکی اور سوویٹ یونین نے آرمینیا کو آپس میں بانٹ لیا۔ اسی سال دسمبر میں آرمینیا کو سوویٹ یونین کا ایک حصہ قرار دے دیا گیا۔

آرمینیا تانبے کی کانوں کے لئے مشہور ہے اور اس کی کُل آبادی ۳۳ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

آذربائیجان

آذربائیجان قبل از مسیح دور میں ایرانی حکومت کا حصہ تھا بعد میں یہاں ترک کثیر تعداد میں آ آباد ہوئے۔ اس کا شمالی حصہ جس کا ایک اہم علاقہ باکو ہے ۱۹ ویں صدی میں زار کی روسی حکومت میں شامل ہو گیا۔ بعد میں ترکوں کی قیادت میں اسے "آزاد جمہوریہ" قرار دیا گیا۔ لیکن ۱۹۲۰ء میں سُرخ فوج نے حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔ تب سے یہ سوویٹ یونین کا ایک حصہ چلا آ رہا ہے اس کا دارالسلطنت باکو ہے اور آبادی قریباً ستر لاکھ۔

بائیلوریشیا

منگولوں کے بعد یہ علاقہ پول اور لتھوانیائی شہنشاہوں کے تسلط میں چلا گیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد پولینڈ اور سوویٹ یونین کے مابین ہونے والی جنگوں کے سبب بائیلوریشیا کے مغربی علاقہ کا نصف حصہ پولینڈ کے قبضہ میں چلا گیا۔ ۱۹۳۹ء میں ہٹلر اور سٹالن کے درمیان ہونے والے معاہدہ کے تحت سوویٹ یونین نے پولینڈ کا وہ حصہ واپس لے لیا۔ تب سے یہ سوویٹ یونین کا حصہ چلا آ رہا ہے اس کی کل آبادی سوا کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اکثریت کا مذہب عیسائیت ہے باقی دہریئے ہیں۔

الیتونیا

زبان کے اعتبار سے الیتونیا کے لوگ چینیوں کے بہت قریب ہیں۔ گیارہویں اور بارہویں صدی میں اس کے جنگجو باشندوں نے ناروے سویڈن، ڈنمارک اور روسیوں کا بہت سخت مقابلہ کیا۔ لیکن تیرھویں صدی میں یہ جرمن اور ڈینش باشندوں سے مار کھا گئے اور ۱۷۰۹ء میں پیٹر اول کی قیادت میں روسی فوجوں نے اس علاقہ کو فتح کر کے زار کی سلطنت میں شامل کر لیا ۱۹۱۸ء میں یہاں کے عوام نے ایک طویل جنگ کے بعد آزادی و خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ اور خود کو سوویٹ یونین سے علیحدہ کر لیا۔ لیکن ہٹلر اور سٹالین معاہدہ کے تحت ایک بار پھر اسے سوویٹ یونین میں شامل کر لیا گیا۔ کوئی ایک سال بعد جرمن فوجوں نے روسیوں کو یہاں سے مار بھگایا اور ہٹلر نے اس ریاست کو جرمنی میں شامل کر لیا۔ مگر روسی فوجوں نے الیتونیا پر ۱۹۴۴ء میں دوبارہ قبضہ کر لیا۔

"یہ جمہوریہ تیل کی پیداوار میں پہلے نمبر پر ہے اور تہذیب و معاشرت کے اعتبار سے یوروپ کے بہت قریب اس کی آبادی پونے دو کروڑ کے قریب ہے"۔

جارجیا

تاریخ کا کہنا ہے کہ آج سے ۲۸۰۰ سال قبل جارجیا کی تہذیب نے کاکیشش کے پہاڑی علاقوں میں جنم لیا تھا۔ تیرھویں صدی میں منگولوں نے جارجیئن حکومت کو نیست و نابود کر دیا۔ بعد میں ترکی اور ایرانی حکومتوں نے اس علاقہ کو باہم تقسیم کر لیا۔ روس نے ۱۹ ویں صدی کی ابتداء میں اس پر قبضہ جما لیا۔ لیکن ۱۹۱۸ء میں اس نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ جسے متعدد ملکوں نے تسلیم بھی کر لیا۔ لیکن ۱۹۲۱ء میں سُرخ فوج نے اس پر قبضہ کر لیا۔ تاریخ اور زبان کے اعتبار سے جارجیئن روسیوں سے قطعاً مختلف ہیں۔ مذہباً یہاں کے باشندے کیتھولک عیسائی ہیں۔ جمہوریہ کی کل آبادی ۵۵ لاکھ ہے

لاٹونیا

تاریخ کے مطابق ۹ ویں صدی سے قبل لاٹونیائی باشندے مغرب کے محکوم تھے۔ جرمن تاناشاہوں نے تیرھویں صدی میں اس پر قبضہ کیا اور پھر سینکڑوں برسوں تک حکومت کی۔ پولینڈ اور سویڈن کے بھی یہ علاقہ زیرنگین رہا۔ ۱۷۱۰ء میں پیٹر اول نے اس کے دارالحکومت پر قبضہ کیا اور ۱۷۹۵ء میں پوری ریاست کو قبضے میں لے لیا۔ ۱۹۰۵ء کے ناکام روسی انقلاب کے دوران اس کی بعض تنظیموں نے آزادی کی مہم چلائی۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمے کے وقت جرمن فوجوں اور پیٹروگراڈ کے روسی انقلابیوں کے درمیان بالٹک علاقہ پر قبضہ کے لئے جدوجہد چلتی رہی جرمنی کے زوال کے بعد لاٹونیا نے خود کو آزاد کر لیا اور ۱۹۲۰ء میں لاٹونیا جمہوریہ کی تشکیل عمل میں آئی۔ جون ۱۹۴۰ء میں "ہٹلر سٹالن" معاہدہ کے بعد سوویٹ فوجوں نے اس پر حملہ کر کے اگست ۱۹۴۰ء میں قبضہ کر لیا۔ جب سے یہ سوویٹ یونین کا حصہ چلا آ رہا ہے۔ مشینوں اور بجلی کے سامان کے لئے لاٹونیا کی جمہوریہ سرفہرست ہے اس کی آبادی ۳۰ لاکھ کے لگ بھگ ہے

اب یہ روس سے آزاد ہو گیا ہے۔ بلکہ روس نے اس کی آزادی کو تسلیم بھی کر لیا ہے۔

لتھوانیا

بالٹک علاقہ کے جنوب مشرقی ساحل پر لتھوانی باشندے عرب کے غلام تھے پولی شہنشاہوں کے ساتھ مل کر انہوں نے ۱۳۸۵ء میں ایک ریاست کی تشکیل کی ۱۸ ویں صدی کے آخر میں اس پوری ریاست پر روس نے قبضہ کر لیا۔ ۱۹۰۵ء میں لتھوانیا کے باشندوں نے آزادی کا عَلم بلند کر کے اس کے حصول کے لئے زبردست جدوجہد کی۔ ۱۹۱۸ء میں جب جرمن فوجوں کی شکست قریباً یقینی تھی لتھوانیا نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ بعد میں ایک تنازعہ کے تحت اس کا دارالسلطنت پولینڈ کو سونپ دیا گیا۔ مگر ۱۹۳۹ء میں سوویٹ فوج نے اس پر قبضہ کر کے ویلنیس کو دوبارہ لتھوانیا کو لوٹا دیا۔ لیکن سال بعد ہی سُرخ فوج نے پُوری ریاست پر قبضہ کر کے اسے سوویٹ یونین میں شامل کر لیا۔ اس کی آبادی ۳۵ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔

اب یہ بھی سوویٹ یونین کا حصہ نہیں رہا یونین نے اس کی آزادی کو بھی تسلیم کر لیا ہے

قزاقستان

پندرھویں صدی میں منگولوں کے روس پر مسلسل حملوں کے دوران منگولوں اور ترکوں کے درمیان تعلقات کے فروغ کے بعد ایشیاء کے جنوب مغربی علاقے میں "قزاق" ذات نے جنم لیا۔ ۱۷۱۳ء میں ایک قزاقی لیڈر کی خود سپردگی کے بعد قزاقستان پر روسی حکومت کی ابتداء ہوئی جب روس اور یوکرین سے لا کر کسانوں کو یہاں آباد کیا جانے لگا تو مخالفت کا ایک زبردست طوفان اُٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن ۱۹۱۶ء میں قزاقی انقلابیوں کی بغاوت کچل دی گئی۔ ۱۹۱۷ء میں قزاق وطن پرستوں نے اپنی حکومت قائم کی۔ ۱۹۱۹ء میں اسے ایک خود مختار ریاست قرار دے دیا گیا۔ لیکن ۱۹۳۱ء میں قزاقستان کو "سوویٹ یونین" میں شامل کر لیا گیا۔

کرغیزیا

کرغیزی عام طور پر مویشی پالنے والے خانہ بدوشوں کو کہا جاتا ہے۔ ۱۹ ویں صدی تک یہ اپنی قبائلی روایات اور شناخت برقرار رکھنے میں کامیاب رہے۔ بعد میں روسیوں نے ان پر قبضہ کر لیا اور یہاں نہ صرف روسی کسانوں کو لا کر آباد کیا گیا انہیں یہاں کی بہترین زمینیں بھی دی گئیں جس کے خلاف ۱۹۱۶ء میں بغاوت ہوئی اور ۱۹۱۷ء میں سوویٹ حکومت کے خلاف یہاں عرصہ دراز تک گوریلا جنگ چلتی رہی۔ ۱۹۲۴ء میں کرغیز کو روسی حکومت کا حصہ بنایا گیا اور ۱۹۳۶ء میں اسے سوویٹ یونین میں شامل کر لیا گیا۔

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

اخبار احسان لاہور نے ۹ نومبر ۱۹۴۸ء کو لکھا:

جماعت احمدیہ کے امیر مرزا بشیر الدین محمود احمد (صاحب) کی دعوت پر مقامی اخبار نویسوں کی ایک پارٹی جماعت احمدیہ پاکستان کے نئے مرکز ربوہ کو دیکھنے گئی۔ جو لاہور سے کوئی ایک سو میل اور چنیوٹ سے ۵ میل کے فاصلے پر دریائے چناب کے غربی کنارے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے دامن میں ایک بے آب وگیاہ غیر مزروع اور ناقابل آبادی سرزمین پر آباد کیا جا رہا ہے۔ زمین کا یہ ٹکڑا جو ایک ہزار چونتیس ایکڑ پر مشتمل ہے اور جسے حکومت سے خرید لیا گیا ہے۔ ان دنوں جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کا مرکز بن رہا ہے یہاں ربوہ نام سے امریکی طرز پر ایک جدید ترین شہر زیر تعمیر ہے جس کی لاگت کا ابتدائی اندازہ کوئی پچیس لاکھ روپے کے قریب لگایا گیا ہے۔ جائے وقوع کے لحاظ سے ربوہ لائل پور اور سرگودھا کے عین وسط میں واقع ہے۔ اس کے تین طرف تو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں قدرتی ڈیفنس کے طور پر کھڑی ہیں۔ لیکن جنوب مغربی سمت سے یہ کھلا پڑا ہے اور اس کا سلسلہ دور تک مزروعہ زمین سے ملتا چلا گیا ہے۔ ریلوے لائن اور پختہ سڑک اس قطعہ زمین کے پاس سے گزرتی ہے لیکن زمین میں مادہ شور ہونے کی وجہ سے کئی کئی میل تک آبادی کا کہیں نام و نشان نہیں۔

صبح ۹ بجے روانہ ہو کر اخبار نویسوں کا قافلہ کوئی تین گھنٹے میں ربوہ پہنچا۔ جہاں سینکڑوں رضاکار خیمے وغیرہ نصب کرنے میں مصروف تھے۔ اخبار نویسوں کے علاوہ اس قافلہ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد (صاحب)۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب، مرزا بشیر احمد، نواب محمد دین چودھری اسد اللہ خان، شیخ بشیر احمد، مسٹر عبدالرحیم درد اور چوہدری نصر اللہ خان شامل تھے۔ ربوہ پہنچنے پر مرزا بشیر الدین محمود احمد (صاحب) نے اخبار نویسوں کو بتایا کہ انہوں نے نئے شہر کی تعمیر کا نقشہ امریکی طرز پر بنوایا ہے اور یہ شہر پاکستان بھر میں اپنی نوعیت کا پہلا شہر ہو گا اس میں سکول، کالج، ہسپتال، واٹر ورکس اور بجلی گھر غرضیکہ ایک جدید طرز کے شہر کے تمام لوازمات مہیا کئے جائیں گے۔ ریلوے سٹیشن اور ڈاکخانہ تار گھر کھولنے کے لئے حکومت سے اجازت حاصل کر لی گئی ہے اور بہت جلد ان کی تعمیر کا کام شروع ہو جائے گا۔

مرزا صاحب نے بتایا کہ وہ خشک اور بنجر پہاڑیوں کو سیر گاہوں میں تبدیل کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان پہاڑیوں پر مختلف قسم کے پھول اور سبزی وغیرہ اگانے سے ایک تو موسم گرما میں اس نئے شہر کے لوگ گرمی کی شدت سے محفوظ رہ سکیں اور دوسرے ان پہاڑیوں پر سیر و تفریح کا لطف بھی اٹھایا جا سکے۔ آپ نے اخباری نمائندوں کے سامنے ربوہ نام کی تاریخ کی اہمیت واضح کی اور امید ظاہر کی کہ وہ ایک سال کے اندر اندر نئے شہر کی تعمیر کے کام کو مکمل کر لیں گے۔

مرزا صاحب نے بتایا کہ نہ صرف مغربی پنجاب بلکہ مغربی پاکستان میں اس قسم کے کئی بنجر اور غیر آباد علاقے بے مصرف پڑے ہیں۔ اگر مشرقی پنجاب کے بڑے بڑے شہروں مثلاً جالندھر امرتسر اور لدھیانہ کے مسلمان اپنی سابقہ جماعت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں اور اپنی صنعتوں کو کواپریٹو رکھنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے لازم ہے کہ وہ ربوہ کی قسم کے نئے قصبوں کو بسائیں۔ ویسے بھی کئی دفاعی ضرورتیں اس امر کا تقاضا کرتی ہیں کہ ہمارے صنعتی علاقے سرحد سے کافی دور ہوں اور ان کی ڈیفنس کا کوئی قدرتی انتظام ہو۔ صرف اسی صورت میں ہم اطمینان سے بیٹھ کر اپنی صنعتوں کو ترقی یافتہ ممالک کے معیار پر لا سکتے ہیں آپ نے بتایا کہ یہاں ربوہ سے سرگودھا جانے والی سڑک پر کوئی سترہ اٹھارہ میل کے فاصلے پر پہاڑیوں کے دامن میں تین چار ہزار ایکڑ پر مشتمل ایک سرکاری قطعہ زمین پڑا ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا۔ اگر لدھیانہ یا امرتسر کے کاریگر اس قطعہ زمین کو حاصل کر کے یہاں ایک صنعتی شہر آباد کرنا چاہیں تو حکومت سے بھی مدد کی امید کی جا سکتی ہے اخبار نویسوں کے اشتیاق پر مرزا صاحب نے اس قطعہ زمین کے دورے کا بھی پروگرام بنایا۔ چنانچہ تیسرے پہر پورے قافلے نے اس اراضی کو بھی دیکھا۔ یہ اراضی ایک ایسی پہاڑی کے دامن میں واقع ہے کہ جسے بعض روایتوں کی بنا پر گورکھ ناتھ کا ٹیلہ کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ رانجھا نے اس ٹیلہ پر گورکھ ناتھ سے جوگ لیا تھا اور کان چھدوا کر مندریں ڈالی تھیں۔ کوئی سات سو برس سے یہ ٹیلہ ہندو جوگیوں کے قبضہ میں تھا۔ لیکن گذشتہ فسادات کے موقعہ پر یہ جوگی ہندوستان چلے گئے تھے۔ آج کل یہ ٹیلہ جس پر تقسیم سے پہلے اچھی خاصی آبادی تھی۔ ویران پڑا ہے۔ اس قطعہ زمین میں کبھی کبھی پولیس والے چاند ماری کے لئے آجاتے ہیں ورنہ یہ زمین بالکل بے کار پڑی رہتی ہے۔

مرزا صاحب نے کہا کہ اگر حکومت اس رقبہ میں ایک صنعتی شہر بنانے کا پروگرام بنائے تو اس قسم کے دوسرے مقامات پر بھی نئے نئے شہر بننے کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

ٹیلہ بال ناتھ سے واپسی پر اخبار نویسوں کی طرف سے مولانا عبدالمجید صاحب سالک نے ربوہ کے میزبانوں کا شکریہ ادا کیا اور یہ قافلہ مرزا بشیر الدین محمود احمد (صاحب) کے ہمراہ رات کے وقت واپس لاہور پہنچ گیا۔

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ــــ نون سین

شاہی طور طریق سے اکتاہٹ

بادشاہت کے دن بے شک ابھی ختم نہ ہوئے ہوں۔ لیکن بادشاہی طور طریق کے دن یقیناً ختم ہو گئے ہیں۔ پہلے بادشاہت کا جو تصور تھا۔ یعنی پہلے زمانے میں جسطرح بادشاہ اور ان کے اہل خانہ زندگی گذارتے تھے۔ اب اسطرح زندگی گذارنا مشکل ہو گیا ہے۔ دنیا اتنی تیزی سے آگے بڑھ رہی ہے اور حالات اس قدر جلد جلد بدل رہے ہیں کہ اب ان طور طریق کو قائم رکھنا محال ہو گیا ہے اسکی تازہ ترین مثال یہ ہے۔ کہ برطانیہ کے شاہی خاندان کی خواتین محض اس خاندان سے تعلق رکھنے والی تقاریب میں حصہ لینے سے اتنا اکتا گئی ہیں کہ وہ کہتی ہیں کہ دنیا بے شک جو چاہے کہتی رہے۔ ہم پر جس قسم کی وہ چاہتے ہیں تنقید کریں لیکن ہم ایسی زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں جو بھرپور بھی ہو اور لوگوں کے درمیان بھی ہو یعنی جس طرح سے معاشرے کی دوسری عورتیں کام کاج میں مصروف رہتی ہیں ہم بھی اسی طرح مصروف رہنا چاہتی ہیں۔ اگرچہ اسکی ایک استثناء بھی پیش کی گئی ہے اور وہ پرنسس ڈی آنا کی ہے لیکن باقی خواتین اپنی موجودہ طرز زندگی سے بہت بور ہو گئی ہیں اور وہ چاہتی ہیں کہ باہر نکل کر مختلف کاموں میں اپنے آپ کو مصروف کر دیں۔

کہا جاتا ہے کہ بعض نے تو تحریر کا کام اپنے ذمہ لے لیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بہت اچھا ہوا کیونکہ شاہی خاندان کی اندرون خانہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں لوگ معلوم تو کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ کسی طرح معلوم نہیں کر پاتے۔ اب جبکہ یہ خواتین تحریر کی طرف آئی ہیں تو یقیناً اپنی نجی زندگی اور شاہی خاندان کی اندرونی زندگی کے متعلق بھی کچھ نہ کچھ ضرور کہیں گی۔ اور اس طرح لوگوں کو شاہی خاندان کی اندرون خانہ کی دلچسپ باتوں کا علم ہوتا رہے گا۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ ان میں سے بعض اخبارات کی نمائندگی کریں۔ یا تو انٹرویو زیادہ سے زیادہ دینے لگیں یا کسی اور طرح ان کی کالم نویس بن جائیں بہرحال شاہی زندگی میں ایک تبدیلی آرہی ہے۔ اور یہ تبدیلی نہایت ناگزیر ہے۔

روس میں اصلاحات؟

اصلاحات کے لئے اقدام اٹھانا تو بہت اچھی بات ہے لیکن بعض اوقات اصلاحات پوری طرح مؤثر ہونے کے لئے خاصا وقت چاہتی ہیں اور اس کے دوران بعض لوگ بے چینی اور بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اصلاحات کی یا تو مخالفت شروع کر دیتے ہیں یا ان سے کسی ایسے رنگ میں متاثر ہو جاتے ہیں کہ ملک و قوم کے لئے مفید نہیں ہوتا۔ گورباچوف نے سوویت یونین میں اصلاحات کے جو اقدامات کئے ہیں دنیا نے ان کو سراہا ہے۔ ان اقدامات میں ایک قدم کھلی منڈی بھی ہے لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ ستر سالہ نظام کو تبدیل کرنے کے نتیجہ میں فوری طور پر لوگوں کو کچھ مشکلات پیش آئی ہیں۔ اگرچہ مشکلات ہیں تو عارضی لیکن مشکل بہرحال مشکل ہے اور عام طور پر لوگ مشکلات میں سے گذرنا نہیں چاہتے۔ اس لئے اب انہیں یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ عوام الناس ان کی اصلاحات خاص طور پر جن کا تعلق خورونوش سے ہے مخالفت کرتے ہوئے ایسا نہ ہو کہ ملک میں ایک اور انقلاب لے آئیں۔ خورونوش کا انقلاب تو واقعی صحیح معنوں میں انقلاب ہوگا اور سارے ملک کو متاثر کرے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان ــــ مرزا محمد حسین

مکرمہ امۃ الحی صاحبہ

امۃ الحی صاحبہ اپریل ۱۹۲۲ء میں میرے عقد میں آئیں۔ حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہمیشہ ان پر نازل ہوتی رہیں) نے خطبہ نکاح بیت مبارک قادیان میں پڑھا۔ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں تقریب رخصتی عمل میں آئی۔ پورے ۵۲ سال خاکسار کو ان کی رفاقت حاصل رہی۔ ان کی ابتدائی زندگی ایک خالص دینی ماحول میں گذری۔ جس کی وجہ سے وہ نہ صرف اپنے والد محترم ملک نورالدین صاحب کی طرح صوم وصلوٰۃ کی سختی کے ساتھ پابند تھیں بلکہ نماز تہجد بھی پابندی سے پڑھا کرتیں۔ موصوفہ کو تنظیم لجنہ اماء اللہ کے ذریعہ مسلسل دینی خدمات کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ خاکسار کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں منسلک ہونے کے بعد میری سرکاری ملازمت کے دوران۔ راولپنڈی۔ شاہجہانپور سکندر آباد (دکن) جبلپور۔ دہلی اور بالآخر کراچی میں جماعتی کاموں میں مسلسل حصہ لیتی رہیں۔ لجنہ حلقہ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی میں قریباً پانچ سال صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ تنظیم لجنہ کی مرکزی صدر محترمہ سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے امۃ الحی کی کارکردگی پر اظہار خوشنودی کے طور پر انہیں ایک خصوصی سند بھی عطا کی تھی۔ وہ امور خانہ داری میں ماہر تھیں۔ میری خوراک۔ لباس اور ہر خانگی آسائش کا خیال رکھتیں۔ ہر جگہ میری عزت اور وقار کو قائم رکھنے کی کوشش کرتیں۔ ان کی ذہانت۔ معاملہ فہمی اور فراست کی وجہ سے میں اکثر دفتری امور کے متعلق بھی ان کے مشورہ سے استفادہ کرتا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک نہایت اہم موقعہ پر میرے لئے ہمدردی اور رعایت حاصل کرنے کے لئے بغیر مجھے بتلائے اپنی گھریلو ملازمہ کو ساتھ لے کر میرے افسر اعلیٰ کے پاس جا پہنچیں جو ایک انگریز کرنل تھا۔ میرے سارے جاننے والے ان کی اس عدیم المثال جرأت پر متحیر تھے۔ اس وقت انگریزوں کی حکومت تھی۔ ابھی پاکستان معرض وجود میں نہیں آیا تھا۔ ایک عام ہندوستانی خاتون کا ایک انگریز کرنل کے پاس براہ راست جا پہنچنا ایک عجیب سی بات تھی۔ کرنل مذکور نے ان سے ہر طرح ہمدردی کا اظہار کیا اور سب مطلوبہ رعائتیں دینے پر آمادہ ہو گئے بجز ایک بات کے جو ان کے بس میں نہ تھی۔

جملہ احمدی بہن بھائیوں سے عاجزانہ درخواست ہے کہ موصوفہ کی بلندی درجات کے لئے درد دل سے دعا کریں

بقیہ صفحہ ۴ سے آگے

اس کے باشندوں کی اکثریت آج بھی خانہ بدوش ہے۔

ان کی اکثریت کا مذہب اسلام ہے کل آبادی ۴۴ لاکھ کے قریب ہے۔

مولدافیا رومانیائی شہنشاہوں نے ۱۵ ویں صدی میں اس پر قبضہ کیا پھر ۱۹ ویں صدی میں اس

ترکمانستان سُنی مسلک کے پیرو ترکی۔ عراق۔ شام اور افغانستان تک پھیلے ہوئے ہیں۔ وسط ایشیا میں یہ ترک خانہ بدوش قبائل میں سے ایک تھے۔ روسی فوج نے ۱۹ ویں صدی میں ان پر فتح حاصل کی۔ ترکوں نے روسی فوج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر کامیابی روسی فوج کو نصیب ہوئی۔ جس کے نتیجہ میں ۱۸۸۱ء میں یہ علاقہ پوری طرح روسیوں کے قبضہ میں آگیا۔ ترکوں نے ۱۹۲۱ء میں پھر بغاوت کی جو کچل دی گئی۔ ۱۹۱۹ء میں سرخ فوج نے ان پر ایک اور حملہ کر کے وہاں سوویٹ حکومت قائم کر لی اور ۱۹۲۴ء میں اسے جمہوریہ قرار دے دیا گیا۔ اس کی آبادی ۲،۵ لاکھ ہے اور اس کے دارالحکومت کا نام عشق آباد ہے۔ اس جمہوریہ کا بیشتر حصہ قراقرم صحرا کے نام سے موسوم ہے۔

یوکرین یوکرینی عام طور پر روسی ہیں جن کی سیاسی زندگی بڑی منظم ہے ۱۶ ویں صدی میں "دیر ڈان کوساک" کی قیادت میں یوکرینیوں نے یہاں حکومت قائم کی تھی۔ کوساک بڑے جنگجو تھے لتھوانیائی اور روسی تاناشاہ انہیں اپنی فوج میں رکھنے میں دوسروں پر ترجیح دیتے تھے ۱۷ ویں صدی میں ان کی پولینڈ سے جنگ ہوئی تو انہوں نے روس کے شہنشاہ زار سے امداد طلب کی۔ روسیوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ ۱۹۱۸ء میں یوکرینی وطن پرستوں نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ جس پر سرخ فوج نے پوری مداخلت کر کے اس پر قبضہ جما لیا۔ اس وقت سے یوکرین سوویٹ یونین کا حصہ ہے۔

" اس کی آبادی ۵،۱ کروڑ ۱۷ لاکھ ہے یہاں کثیر مقدار میں خام سونا پیدا ہوتا ہے۔ یہ روس کی سب سے بڑی ریاست ہے۔"

ازبکستان اس علاقے کا نام منگول اور ترک خانہ بدوش قبائل کے ایک لیڈر ازبک کے نام پر رکھا گیا۔ پندرھویں صدی میں یہ لوگ ساحل کے درمیان جاکر آباد ہوگئے۔ بالشویک انقلاب کے بعد تاشقند کے روسی لیڈروں نے ایک خودمختار جمہوریہ ترکستان کی تشکیل کی ہے جس کی سرحدوں کا دوبارہ تعین ۱۹۲۴ء میں کیا گیا۔ انہی سرگرمیوں کے درمیان ازبکستان نے جنم لیا۔ جسے بعد میں مکمل پر روس قابض ہو گیا۔ اس کا مغربی حصہ لیبریا ۱۹۱۸ء میں رومانیہ کو دے دیا گیا۔ ۱۹۴۰ء میں ہٹلر سٹالن معاہدہ کے تحت مولدافیا ریاست کی تشکیل ہوئی۔ انگوروں کی کاشت اور شراب کے لئے مولدافیا کو بہت شہرت حاصل ہے اس کی آبادی ۴۳ لاکھ ہے۔

رشیا تاریخی اعتبار سے روسی حکومت کی ابتداء پندرھویں صدی میں ہوئی۔ اٹھارویں صدی میں روسی حکومت نے سویڈن اور ترکی کو شکست دے کر موجودہ یوکرین اور بائلو رشیا صوبوں پر فتح حاصل کر لی ۱۹ ویں صدی میں زار شہنشاہ کروما کو نے بچے کھچے صوبہ خانات اور ٹرانسکوشیا علاقہ پر فتح حاصل کر لی اور کولمبیا پر اپنی حکومت قائم کی۔ ستمبر ۱۹۳۹ء میں سٹالن نے ہٹلر سے ایک خفیہ معاہدہ کے تحت مشرقی پولینڈ پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں اس نے فن لینڈ پر حملہ کر کے اس کے ایک لاکھ ۷۵. ہزار کلومیٹر علاقہ پر جسے مغربی کاریلیا کہا جاتا ہے کو فتح کر کے مارچ ۱۹۴۰ء میں اُسے رشیا میں ملا لیا۔ اس کے بعد سٹالین نے ۱۹۴۵ء کی جنگ کے معاوضہ کے طور پر مشرقی پرشیا کے ۱۳، ہزار کلومیٹر علاقہ اور ایشیاء کے کریل جمہوریہ اور جنوبی سکھالین کے نصف حصہ کو جاپان سے وصول کر کے رشیا میں شامل کر لیا۔ آج اس کی کل آبادی ۱۴، کروڑ ۷۰. لاکھ ہے۔ سوویٹ یونین کی یہ جمہوریہ عملاً روس کی باقی تمام جمہوریاؤں پر سیاسی طور پر غالب ہے۔

تاجکستان تاجک لوگ بنیادی طور پر ایرانی الاصل ہیں۔ لیکن دسویں صدی میں جب یہاں ترکوں کو غلبہ حاصل ہوا تو یہ مسلمان ہو گئے۔ بیسویں صدی کے ابتدا تک ان کے روسیوں سے کوئی تعلقات نہ تھے بالشویک انقلاب کے بعد سوویٹ روس نے ترکستان نامی خودمختار سوشلسٹ جمہوریہ قائم کر کے یہاں کثیر تعداد میں ترکوں کو جگہ دی۔ ۱۹۲۴ء میں تاجک خودمختار ریاست تشکیل پائی جسے ۱۹۲۹ء میں مکمل طور پر جمہوریہ کا درجہ دے دیا گیا۔ اس کی کل آبادی ۵۲ لاکھ کے قریب ہے جس کی اکثریت مسلمان ہے "جمہوریہ" کا درجہ دے دیا گیا۔ اس کی آبادی ۲، کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ گویا یہ سوویٹ یونین کی تیسری بڑی جمہوریہ ہے اس کا دارالحکومت تاشقند ہے۔

"ہفتہ وار لاہور"
لاہور کے شکریہ کے ساتھ

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۲۱۵ میں

محمد مقصود احمد منیب ولد میاں محمد طفیل نسیم صاحب قوم ہنجرا پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱-۴-۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد مقصود احمد منیب ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ سید مبشر احمد ایاز وصیت نمبر ۲۳۱۳۳۔ گواہ شد نمبر۲۔ عبد السمیع خان وصیت نمبر ۲۴۳۹۴۔

مثل نمبر ۲۸۲۱۶ میں

محب اللہ خالد ولد عنایت اللہ صاحب قوم قریشی پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر ہوسٹل ربوہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱-۷-۲۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ ۲۵۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محب اللہ خالد ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ خلیل احمد تنویر وصیت نمبر ۲۳۶۴۸۔ گواہ شد نمبر۲۔ عبد السمیع خان وصیت نمبر ۲۴۳۹۴۔

مثل نمبر ۲۸۲۱۷ میں

امۃ المصور زوجہ اعجاز احمد ورک قوم راجپوت چوہان پیشہ ٹیچنگ عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۵ ۴/۲ دارالرحمت شرقی (ب) بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱-۷-۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر ۱۲۰۰۰/- روپے بذمہ خاوند محترم (۲) زیورات طلائی وزنی ۷۷ گرام ۲۲ قیراط مالیتی ۴۹،۹۱۴ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰۰/- روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ امۃ المصور اعجاز ۵ ۴/۲ دارالرحمت شرقی ب ربوہ گواہ شد نمبر۱۔ عبدالحق ابوبکر ۵ ۶/۲ دارالرحمت شرقی ب ربوہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ حبیب اللہ خان ۳۲/۲۶ دارالرحمت شرقی ب ربوہ۔

مثل نمبر ۲۸۲۱۸ میں

سعادت احمد گھمن ولد چوہدری بشارت احمد گھمن قوم جٹ پیشہ تعلیم عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوٹ کرم بخش حال دارالحمد ۱۳۴ اے نیو مسلم ٹاؤن لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱-۴-۲۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ سعادت احمد گھمن آف کوٹ کرم بخش حال ۱۳۴۔ اے نیو مسلم ٹاؤن لاہور گواہ شد نمبر۱۔ بشارت احمد ساکن کوٹ کرم بخش ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر۲۔ ریاض احمد ساکن کوٹ کرم بخش ضلع سیالکوٹ

مثل نمبر ۲۸۲۱۹ میں

امۃ الکریم زوجہ بشیر احمد باجوہ قوم۔ پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن E-۱۸۲ ڈیفنس سوسائٹی لاہور کینٹ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹۱-۵-۲۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر ۱۰،۰۰۰/- روپے۔ (۲) زیورات طلائی ۶۰۰-۳۸۴ گرام مالیتی ۱۰۷۶۸۸/-۔ (۳) زرعی ۱۴ کنال اراضی مالیتی ۷۰،۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے ۱۰۰۰/- روپیہ جیب خرچ اور مبلغ ۵۰۰/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ امۃ الکریم زوجہ بشیر احمد باجوہ E-۱۸۲ ڈیفنس سوسائٹی لاہور کینٹ۔ گواہ شد نمبر۱۔ بشیر احمد سہیل ۲۸۶/۵ ڈیفنس سوسائٹی لاہور کینٹ۔ گواہ شد نمبر۲۔ مبشر احمد باجوہ خاوند موصیہ۔

مثل نمبر ۲۸۲۲۰ میں

میاں محمد لطیف ولد میاں غلام نبی صاحب قوم راجپوت پیشہ کوئی نہیں عمر ۶۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲/۱۸۶ کریم پارک راوی روڈ لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۱-۸-۱۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے پلاٹ برقبہ ۶ مرلہ مالیتی ۱،۳۰،۰۰۰/- اس وقت مجھے مبلغ ۴۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ میاں محمد لطیف ۲/۱۸۶ کریم پارک راوی روڈ لاہور۔ گواہ شد نمبر۱۔ محمد صدیق شاکر صدر حلقہ بھاٹی گیٹ لاہور۔ گواہ شد نمبر۲۔ عزیز احمد پسر موصی

مثل نمبر ۲۸۲۲۱ میں

بشیر احمد ولد صوفی غلام حسین صاحب قوم بھٹی پیشہ شوز میکر عمر ۲۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن فیصل آباد روڈ جھنگ صدر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹۹۱-۷-۱۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ سائیکل ایک عدد مالیتی ۱۰۰۰/- روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۷۰۰/- روپے ماہوار بصورت شوز میکر مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ بشیر احمد ولد صوفی غلام حسین گلی نمبر ۲ محلہ جلال آباد فیصل روڈ جھنگ صدر۔ گواہ شد نمبر۱۔ خالد احمد شمس وصیت نمبر ۲۵۱۵۰۔ گواہ شد نمبر۲۔ عبد الغفور وصیت نمبر ۱۶۱۳۲۔

خریداران الفضل متوجہ ہوں

اندرون پاکستان الفضل کے خریداران کے خریداری نمبر تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ طبع شدہ چٹ پر جو خریداری نمبر درج ہے وہ نیا خریداری نمبر ہے۔ (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وفاقی وزیر داخلہ نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی کے رہنماؤں کے تخریب کاروں کے ساتھ رابطوں کے کوائف اور شواہد مکمل کر لئے گئے ہیں ان ثبوتوں کو عنقریب عدالت میں پیش کر دیا جائے گا تاکہ عوام تخریب کار سیاست دانوں سے آگاہ ہو سکیں۔ انہوں نے کہا کہ سندھ کی حکومت نے ایسے شواہد کی فائل مرتب کر لی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ پیپلز پارٹی دہشت پسند تنظیم الذوالفقار کی ذیلی تنظیم ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ سانحہ اسلام پورہ اور شیخوپورہ میں بھارتی ایجنسی "را" کے ملوث ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ سندھ میں گرفتاریوں کا مقصد پیپلز پارٹی کو بے دست و پا کرنا ہے۔ بی بی سی کا کہنا ہے اگر جام صادق کے پاس محترمہ بے نظیر بھٹو اور نصرت بھٹو کے خلاف ثبوت موجود ہیں تو پھر یہ بڑی عجیب بات ہے کہ کارروائی وفاق کی بجائے صوبہ کی سطح پر ہو رہی ہے۔

○ چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز نے کہا ہے کہ ہماری نظر اقتدار پر نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ فی الحال جنگ کا خطرہ نہیں ہے اگر محترمہ بے نظیر بھٹو ایسا کہتی ہیں تو انہیں ہم سے زیادہ معلومات ہوں گی۔

○ قومی اسمبلی کے رکن ملک غلام مصطفےٰ کھر کے خلاف ایف آئی اے نے ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے الزام میں چارج شیٹ تیار کر لی ہے محترمہ بے نظیر بھٹو کے خلاف بھی ایسی چارج شیٹ چند دنوں میں تیار ہو سکتی ہے۔

○ جمعرات کے روز بلاول ہاؤس کراچی (رہائش گاہ محترمہ بے نظیر بھٹو) پر فائرنگ کی گئی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے صدر غلام اسحاق خان کے داماد اور وزیر اعلیٰ سندھ کے مشیر مسٹر عرفان اللہ مروت کے خلاف پرچہ کٹوا دیا ہے۔ محترمہ نے کہا ہے کہ اگر آئندہ فائرنگ ہوئی تو "دوسرے ملزمان" کے خلاف بھی ایف آئی آر درج کرواؤں گی۔ بتایا گیا ہے کہ پولیس نے فائرنگ کرنے والی کار کا تعاقب کرنے سے انکار کر دیا۔

○ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ حکومت اور اپوزیشن میں براہ راست تصادم کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ سندھ میں پیپلز پارٹی کے ہزاروں افراد کی گرفتاریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ریڈیو نے کہا کہ جام صادق اتنا بڑا قدم صدر اسحاق کی مرضی کے بغیر نہیں اٹھا سکتے۔

○ پیر صاحب پگاڑو نے کہا ہے کہ موجودہ سیاسی صورت حال کا حل بظاہر مارشل لاء ہی نظر آتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جھاڑو پھرنے والی ہے جو پاک صاف ہوں گے بچ جائیں گے۔

○ بکھری اور رہوڑ (سندھ) کے علاقہ میں ڈاکوؤں کے دو گروہوں نے ۹ افراد کو اغوا کر لیا ہے۔

○ کراچی میں لیاری کے علاقہ میں نقاب پوشوں کی فائرنگ سے ۶ افراد ہلاک اور ۱۰ زخمی ہو گئے چار موٹر سائیکل سواروں نے ایک ہوٹل میں بیٹھے ہوئے افراد پر اندھا دھند فائر کھول دیا۔

○ سپاہ صحابہ کے مولانا ضیاء القاسمی نے کہا ہے کہ پولیس کی نا اہلی سے اب تک ۲۲ علماء کے جنازے اٹھ چکے ہیں۔

○ جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ بعض لوگوں نے مجھے بزدل کہا بعض نے اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے اقتدار پر قبضہ نہ کیا اور ملک کو جمہوریت کا تحفہ دیا۔ ماضی کی طرح اب بھی حالات مخدوش ہیں تو میں کہتا ہوں کہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

○ سندھ کی حکومت نے محترمہ بے نظیر بھٹو اور بیگم نصرت بھٹو کو گرفتار کرنے کی اجازت مانگی تھی لیکن مرکزی حکومت نے یہ اجازت نہیں دی۔

○ پیپلز پارٹی نے سندھ حکومت کے خلاف فرد جرم صدر کو بھیج دی ہے۔

○ جمعیت العلمائے پاکستان کے قائم مقام صدر پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا ہے کہ سندھ میں سیاسی کارکنوں کی اندھا دھند گرفتاریوں سے سنگین بحران پیدا ہو گیا ہے صوبے میں مشرقی پاکستان جیسے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں۔

○ لاہور سے کراچی جانے والا پی آئی اے کا طیارہ طوفان باد و باراں میں گھر کر حادثے کا شکار ہونے سے بال بال بچ گیا۔ طیارے کو واپس لاہور اتار لیا گیا۔

○ اسلام آباد اور پشاور میں موسم سرما کی پہلی بارش ہوئی۔

○ اوڑی سیکٹر میں بھارتی فوج کی وحشیانہ فائرنگ سے تین افراد ہلاک ہو گئے۔ بھارتی اخبار ہندوستان ٹائمز نے الزام لگایا ہے کہ یہ لوگ آزاد کشمیر سے بھارتی علاقے میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔

○ وفاقی وزیر خزانہ نے کہا ہے کہ ہم سود کو جرم سمجھتے ہیں اس ضمن میں ہم علماء سے رہنمائی حاصل کریں گے۔

○ ایک معروف برطانوی سکالر الاسٹیئر لیمب نے کہا ہے کہ حد بندی کمیشن کے سربراہ مسٹر ریڈ کلف پر لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے دباؤ ڈال کر بھارت کے حق میں فیصلہ حاصل کیا۔ کیونکہ اگر گورداسپور بھارت کو نہ دیا جاتا تو وہ کشمیر پر قبضہ نہ کر پاتا۔

○ لاہور میں انکم ٹیکس آفیسر کے جوان سال بیٹے کو تاوان کے لئے اغوا کر لیا گیا۔

غیر ملکی خبریں

○ اسرائیل نے کہا ہے کہ وہ بدھ کے روز واشنگٹن میں شروع ہونے والے عرب اسرائیل مذاکرات میں اپنا وفد بھیجنے پر غور کر رہا ہے۔ واشنگٹن میں سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے افراد سے مذاکرات کے بعد امریکہ میں اسرائیلی سفیر نے کہا ہے کہ اصل بات تاریخ کی نہیں ہے بلکہ اس امر کی یقین دہانی سے ہے کہ امریکہ اسرائیل اور عربوں کو براہ راست بات چیت سے نہیں روکے گا۔

○ روسی صدر مسٹر گورباچوف نے اس امر پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ امریکہ نے یہ کہا ہے کہ اگر یوکرائن نے ریفرنڈم کے بعد آزادی کا اعلان کیا تو امریکہ اسے سفارتی طور پر تسلیم کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کا یہ موقف اس کے ماضی کے موقف کے برعکس ہے۔ روس کی ریاست یوکرائن سب سے امیر ریاست ہے اور سب سے زیادہ غلہ پیدا کرتی ہے اس میں ایٹمی تنصیبات بھی نصب ہیں۔ صدر گورباچوف نے کہا ہے کہ اگر ریفرنڈم کے بعد یوکرائن نے جمہوریتوں کے اتحاد کے معاہدے پر دستخط نہ کئے تو مجوزہ معاہدہ خطرے میں پڑ جائے گا۔

○ سوویت یونین کے مرکزی بنک (سٹیٹ بنک) نے بجٹ نہ ہونے کی وجہ سے سرکاری ادائیگیاں روک دی ہیں ان میں عملے کی تنخواہیں بھی شامل ہیں۔

○ یوگوسلاویہ میں جنگ بندی پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوجیوں سے مسلح جھڑپوں میں ۱۹ کشمیری شہید ہو گئے۔

اعلان دارالقضاء

○ مکرم منور احمد خان صاحب (کارکن دفتر وصیت) محلہ دارالصدر شرقی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ ان کی والدہ محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ قضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ موصوفہ کے والد مکرم چوہدری عبدالمنان خان صاحب آف چک ۴۹۷ ج ب ضلع جھنگ کے ترکہ میں سے ان کے حصہ کی رقم مبلغ -/۱۰۰۰ روپے نظارت امور عامہ میں جمع ہے۔ وہ موصوفہ کے سب ورثاء کی متفقہ رائے کے مطابق خاکسار کو ادا کی جائے۔

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس رقم کی ادائیگی پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

خود مل کر تشخیص و مشورہ کے خواہشمندوں کی خاطر

حضرت حکیم نظام جان

کے فرزند

حکیم عبدالحمید اعوان

کا ماہانہ پروگرام

۵ تا ۷ تاریخ مشہور دواخانہ نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ ۱۵، ۱۶ کو مشہور دواخانہ چوک قلعہ کالروالہ ۲۱ سے ۲۳ تاریخ تک مشہور دواخانہ محمود آباد نمبر ۳ کراچی

۲۵ سے ۲۷ تاریخ تک مشہور دواخانہ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ۔ ملتان

۱۰ تا ۱۲ تاریخ تک اسلام آباد۔

باقی دنوں میں مشہور دواخانہ نزد پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ میں مشورہ ہو سکتا ہے

مینجر مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ

پتہ